افکار معاصرین

کالم: کنکریاں

صدام حسین اور پاکستان

تحریر: عباس اطہر

عراق پر گزشتہ حملے سے پہلے امریکی میڈیا نے عراق کی بری، فضائی، بارودی اور کیمیائی طاقت کی جو نقشہ کشی کی تھی اس سے ساری دنیا یہ سمجھنے لگی تھی کہ خلیج میں گھمسان کا رن پڑے گا۔ خود صدر صدام حسین بھی امریکی لائن کے مطابق جنگ جویانہ بیانات جاری کررہے تھے۔ حملے کیلئے دنیا بھر سے فوجیں جمع کی گئیں۔ اقوام متحدہ سے اخلاقی تحفظ لیا گیا۔ صدام حسین کو اپنی جنگی طاقت کا اندازہ تھا لیکن انہوں نے کویت خالی کرنے سے انکار کردیا۔ اس زمانے میں جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ آرمی چیف تھے۔ ہماری فوج سعودی عرب بھجوائی جاچکی تھی۔ اس کے باوجود وہ صدام حسین کے حق میں بیانات جاری کررہے تھے۔ تنگ آکر وزیراعظم نواز شریف نے انہیں وزیراعظم ہاؤس بلا کر سرزنش کی اور وہ کچھ ٹھنڈے پڑ گئے۔ امریکی جریدے اس جنگ کو نیم عالمی جنگ بنا کر پیش کررہے تھے۔ نیوز ویک کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ ''یہ سب سے بڑی بکتر بند جنگ ہوگی، ہوائی حملے جزوی سورج گرہن کا منظر پیش کریں گے، دس لاکھ فوجی برسرپیکار ہوں گے۔ 64 ہزار میل لمبے محاذ پر 45 ہزار بکتر بند گاڑیاں، توپ خانے کی 4 ہزار ٹکڑیاں اور 25 سو لڑاکا طیارے حصہ لیں گے۔'' دوسری طرف اس قسم کی خبریں چھوڑی جارہی تھیں کہ عراقی فضائیہ نے خودکش بمبار تیار کرلئے ہیں جو دنیا بھر میں مخصوص تنصیبات کو نشانہ بنائیں گے اور اپنے اپنے ٹارگٹ کو تباہ کرکے خود بھسم ہو جائیں گے۔ صدر صدام حسین سے مسئلے کے پرامن حل کی التجائیں کی گئیں لیکن انہوں نے مسترد کردیں۔ انہوں نے عراقی شہریوں سے کہا کہ بش یا امریکیوں سے مت ڈرو ہم آخری وقت تک لڑیں گے۔ امریکہ نے جنگ کے پہلے روز بغداد پر 15 سو ہوائی حملے کئے۔ عراق نے 55 طیارے اور 25 میزائل تباہ کرنے کا

دعویٰ کیا۔ ہماری قوم اور لیڈر عراق کے حق میں بڑے جذباتی تھے اور میڈیا کے جاری کردہ فوجی اعداد وشمار کے حوالے سے یہ سمجھ رہے تھے کہ مقابلہ برابر کا نہیں تو انیس بیس کا ضرور ہے۔ اصل میں یہ مقابلہ صفر اور سو کا تھا۔

پاکستان کے اندر فضاء کچھ ایسی تھی کہ حقائق بیان کرنا اور تسلیم کرنا ناممکن ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے باوجود اس دور میں پاک فضائیہ کے سربراہ ائیر چیف مارشل حکیم اللہ خان نے پہلے دن کی جنگ کے بعد تلخ سچ قوم کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے تازہ ترین اطلاعات کے حوالے سے بتایا کہ ''عراق کی فضائیہ ایک ہی رات میں ختم ہو کر رہ گئی ہے اور پہلے ہی حملے میں اس کے بیشتر طیارے ائیر پورٹوں پر کھڑے کھڑے ڈھیر ہو چکے ہیں۔ اب فضائیہ کی مدد کے بغیر زمینی لڑائی ممکن نہیں رہی۔'' انہوں نے صورتحال کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی ملک کا مواصلاتی نظام اور دفاعی اہمیت کے مقامات تباہ ہو جائیں تو زمین پر جنگ لڑنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ عراق نے اسرائیل اور سعودی عرب پر چند سکڈ میزائیل مار کر اپنا غصہ نکالا لیکن وہ پہلے روز ہی جنگ ہار چکا تھا۔ البتہ صدر صدام حسین کی بڑھکیں جاری تھیں۔ سب کچھ گنوانے کے باوجود 21 جنوری کو بھی یہی کہہ رہے تھے ''ابھی فوجی قوت کا چھوٹا سا حصہ استعمال کیا ہے، پوری صلاحیتیں بروئے کار نہیں لائے۔ آئندہ چند دنوں میں جوابی حملہ کریں گے اور یک دم جنگ کا نقشہ بدل دیں گے''۔

یہ جنگ ہتھیار ڈالنے کے ذلت آمیز مناظر پر ختم ہوئی۔ لاتعداد بے گناہ عورتیں، بچے اور مرد مارے گئے۔ صدر صدام حسین کا کچھ نہیں بگڑا۔ جرمنی کے ایک ریٹائرڈ جنرل اور رکن پارلیمنٹ کی مصدقہ اطلاع کے مطابق امریکی اور اتحادی بمباروں نے ۳ لاکھ عراقی شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ موت کی یہ آندھی جنگ ختم ہونے کے بعد بھی جاری رہی اور بے شمار عراقی بچے دودھ اور غذا نہ ملنے کے سبب جاں بحق ہوئے۔ عراق کے بعد امریکہ نے افغانستان پر حملے کا بہانہ ملنے کے بعد وہی پرانی حکمت عملی دہرائی۔ بے سروسامان طالبان اور اسامہ بن لادن کی قیادت میں القاعدہ کو مہلک جنگی قوت بنا کر پیش کیا گیا اور پھر وہاں قتل عام کا بازار گرم کر دیا گیا۔ جوابی حملے کے لئے پورے افغانستان سے ایک سکڈ میزائیل بھی نہیں نکلا۔ نہتی آبادیوں پر تباہی پھیلانے والے بم برستے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ تورابورا کے پہاڑوں پر چھوٹے ایٹم بم بھی استعمال کئے گئے۔ القاعدہ کے نام پر دنیا بھر کے مسلمان ممالک اور ان کے باشندے امریکی انتقام کی زد میں ہیں۔ امریکی قوم کو دباؤ میں رکھنے کے لئے ہر روز نئی بے پر کی اڑائی جاتی ہے۔

امریکی جریدے ''نیوز ویک'' نے انکشاف کیا ہے کہ القاعدہ کی بحریہ نے امریکی جہازوں پر خود کش حملوں کے لئے چار طرح کے منصوبے بنا لئے ہیں۔ گویا القاعدہ کی کوئی بحریہ بھی ہے۔ دنیا کی واحد سپر پاور بننے کے بعد امریکہ کو یقین ہے کہ روس اور چین سمیت کوئی طاقت اس کے سامنے نہیں آئے گی۔ وہ جہاں چاہے اور جو بھی چاہے کر سکتا ہے۔ پچھلی جنگ منطقی انجام سے پہلے اس لئے روک دی گئی تھی کہ صدام حسین امریکہ کے آئندہ منصوبوں کے لئے زندہ رہے۔

جنگی تیاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ سلامتی کونسل کے چکر میں پڑے بغیر عراق پر حملہ آور ہوگا۔ ہمارے وزیر خارجہ خورشید قصوری نے کہا ہے کہ صدام حسین کشمیر پر بھارت کی حمایت کرتے ہیں اس لئے ہمیں ان سے کوئی ہمدردی نہیں۔ قوموں کو فوج کی طاقت سے جکڑ کر موت کے منہ میں دھکیلنے والے آمروں سے کوئی ہمدردی ہونا بھی نہیں چاہئے۔ امریکہ نے عراقیوں کا قتل عام کیا ہے اور اب ایک بار پھر انہیں خون میں نہلائے گا لیکن حساب لگایا جائے تو صدام حسین امریکہ سے کئی گنا زیادہ عراقیوں کو قتل کر چکے ہیں۔ انہوں نے کردوں کے خلاف کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار بھی استعمال کئے ہیں۔ عراقی عوام شہری اور انسانی حقوق سے محروم ہیں۔ مسلمانوں کی بدقسمتی دیکھئے کہ ہر ملک پر ایک خونخوار غاصب حکمران ہے اور اس نے جعلی ریفرنڈموں اور انتخابات کے ذریعے اپنی قانونی حیثیت بنا رکھی ہے۔ نہتے عوام ہتھیار بند فوجیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ورنہ پچھلی جنگ کے بعد صدام حسین کو فارغ کر چکے ہوتے۔

عراق اور دوسرے مسلمان ملکوں کو امریکہ کے ہاتھوں تباہی سے بچانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ صدام حسین رضا کارانہ طور پر حکومت اور ملک چھوڑ دیں۔ انہیں کہیں نہ کہیں پناہ ضرور مل جائے گی اور وہ اپنی دولت سے آئندہ زندگی بڑے عیش میں گزار سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں امریکہ عراق کو کھنڈر بنا کر رکھ دے گا۔ ہزاروں بے گناہ مارے جائیں گے۔ صرف عراق نہیں مسلمان ملکوں پر مشتمل سارے علاقے کی شامت آئے گی۔ ہم پاکستانی نعرے لگانے میں تو شیر ہیں لیکن اندر کی حالت یہ ہے کہ صرف دو دن سوئی گیس بند ہونے پر ہماری چیخیں نکل گئیں اور آنسو تھمنے میں نہیں آ رہے تھے۔ صدام حسین کے مسئلے پر حکومت پاکستان کو کھل کر یہ مؤقف اختیار کرنا چاہئے کہ نہ صرف اسے جانا چاہئے بلکہ ہر مسلمان ملک غیر جمہوری اور نیم جمہوری غاصب حکمرانوں سے پاک ہونا چاہئے۔

(بشکریہ خبریں لاہور)